سِیرُوا فِی الْاَرضِ فَانظُرُوا کَیفَ کَانَ عَاقِبَۃُ مُکَذِّبِیْنَ
زمین میں سیر وتفریح کرکے دیکھو کہ حق بات کے جھٹلانے والوں کا کیسا حال ہوا!!
اسلام میں ٹور کا حکم
مفتی محمد سجاد حسین القاسمی
مہتمم وبانی جامعہ دارالثقلین وٹرسٹی خدام العلماء بنگلور
وبانی ومدیراعلی ماہنامہ ندائے طیب بنگلور۔۴۳
باہتمام
حافظ محمد سعدین سعودی بنگلور

سِیــرُوا فِـــی الاَرضِ فَـــانُظُـرُوا کَیفَ کَـــانَ عَـــاقِبَۃُ مُکَذِّبِیُنَ

زمین میں سیر و تفریح کرکے دیکھو کہ حق بات کے جھٹلانے والوں کا کیسا حال ہوا!!

اسلام میں ٹور کا حکم

مفتی محمد سجاد حسین القاسمی

مہتمم و بانی جامعہ دارالثقلین ٹرسٹی خدام العلماء بنگلور

و بانی و مدیر اعلی ماہنامہ ندائے طیب بنگلور۔۴۳

باہتمام

حافظ محمد سعدین سعودی بنگلور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! امابعد!

یہ حقیقت ہے کہ انسان کی فطرت صرف پردے کے اوپر کی خوشنمائی کے پیچھے دوڑ پڑنی ہے۔جبکہ اسے اس کے بنانے والے رب نے تنبیہ کر دی ہے کہ اس کی عقل چونکہ محدود میموری سے بنی ہوئی ہے۔اس لئے وہ صرف عقل کی حد کے اندر ہی یہ حقیقت کو پا سکتا ہے۔چیز کی مزید حقائق وعجائب اور غرائب مع فوائد ونقصانات کی تفریق سے وہ ناواقف رہ جاتا ہے۔

اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی عقل سے کامل فائدہ اٹھائے اور اس کی پیدائشی قوت سے ہٹ کر باہر کی قوت وذرائع کو بھی استعمال کر کے چیزوں کی مزید حقائق وعجائب اور غرائب مع فوائد ونقصانات کی تفریق کو پوری طرح جانیں اور چیزوں کے نقصانات وتکلیف اور پریشانی سے بچ کر سکون وراحت حاصل کرے۔

لیکن چونکہ اس کے پیچھے اس کا مخالف پارٹی ''شیطان'' روزِازل سے ہی اپنی کرسی اسی انسان کے سبب چھن جانے کی وجہ سے حسد میں آ کر دہقانی زبان کے ایک مقولہ ''نہ تو کو، نہ موکو۔چولہی میں جھونکوں'' پر اللہ سے پرمیشن لے کر کافی شدت کے ساتھ انسانی مخلوق کو اس کے اشرف درجے سے ہٹا کر ذلیل خانے میں اپنے ساتھ تکلیف میں رہنے کے لئے جماعت بندی کی تشکیل میں مصروف عمل ہے۔

حالانکہ رب کائنات نے اپنے اس سب سے افضل واعلیٰ مخلوق کی حفاظت کی خاطر تنبیہ کر دیا تھا کہ ''تمہاری تخلیقی صفات میں سے ایک صفت'' وَکَانَ الاِنسَانُ عَجُولًا'' بھی ہے۔یعنی انسان اپنے عمل میں بہت جلد باز ہے'' اس لئے اسے جلد بازی کا عمل بھی اپنے رب کے مشورہ

سے کرنی چاہئے۔ یہ تو قاعدہ ہے ہی کہ ''چیز'' اپنے صفات کے عین مطابق اثر کرتی ہے۔

جیسے آگ کی صفت ''جلانا'' ہے تو اس کے استعمال کرتے ہی فوراً یہ اپنی صفت کا اثر دکھاتی ہے۔ اس لئے اس کو اس کے استعمال کے قانون کو معلوم کر کے استعمال کرنا چاہئے۔ تاکہ یہ ضرر کی صفت کو چھوڑ کر صرف نفع پہنچا سکے۔ جہاں اس کے ضرر کی ضرورت ہے۔ وہاں اس کے ضرر کی صفت سے بھی انسان نفع ہی حاصل کرے اور جہاں اس کے ضرر کو چھوڑ کر فائدہ اٹھانے کی جگہ ہو۔ وہاں بھی اس کے ضرر سے بچنے کی صورت استعمال کر کے اس سے نفع حاصل کی جا سکے۔

اسی حقیقت کو پریکٹیکل طور پر تعلیم دینے کے لے اللہ تعالی نے انسان کے جسمانی پارٹس کی محدود قوت و میموری کے دائرہ سے استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں ان کے پارٹس کی فطری قوت سے باہر سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت پڑے۔ وہاں وہاں یہ اپنی محدود جیبی والی عقل سے کام نہ لے۔

بلکہ اس کو مزید قوت و طاقت دینے والی چیز کا استعمال کر کے حقیقت تک پہنچ کر نفع کی صورت میں عمل کرے۔ نقصان کی صورت سے بچے۔ جہاں نقصان کے ذریعے نفع حاصل کرنا ہو۔ وہاں کس طرح استعمال کیا جائے۔ اس کی ترکیب عمل کو جانیں اور علم حاصل کر کے اسی ترکیب عمل سے نفع حاصل کرے۔

معلوم ہوا کہ ہر چیز کے اندر نفع اور نقصان دونوں صفتیں ہیں۔ پھر ان دونوں صفتوں کو چیز میں اللہ تعالی نے اسی انسان کی سہولت کے لئے ودیعت کی ہیں۔ پس جس جگہ چیز کے نفع کی صفت سے فائدہ حاصل مقصود ہو۔ وہاں یہ نفع والی صورت اور قانون کا فالو کر کے نفع حاصل کرے۔

اسی طرح جس جگہ اسی چیز کے نقصان والی چیز سے نفع حاصل کرنی مقصود ہو۔ وہاں اس کے نقصان والی صفت کے استعمال کے قانون الٰہی کو فالو کر کے چیز کے نقصان والی صفت سے بھی نفع حاصل کرے اور پرسکون رہے۔

مگر انسان نفع تو چاہتا ہے۔ مگر اپنی جلد بازی کی صفت کو ''رب کے مشورہ اور خوف'' کے لگام سے نفع حاصل نہیں کرتا ہے۔ حالانکہ اس کو اپنے رب سے خوف کرتے ہوئے ان سے مشورہ کی روشنی میں جہاں ہر عمل کرتا ہے وہیں سیر و تفریح اور ٹور والے عمل کو بھی عمل میں لانا چاہئے۔

جیسے انسان کی عقل کے ذریعے اللہ تعالی نے ایک چیز ''موٹر'' تیار کر لی۔ اب اس کے تیار ہو جانے کے بعد اس کے اندر آٹو میٹک طور پر ''خود سے بناوٹی قوت کی رفتار سے چلنے کی ایک

سے کرنی چاہئے۔ یہ تو قاعدہ ہے ہی کہ ''چیز'' اپنے صفات کے عین مطابق اثر کرتی ہے۔

جیسے آگ کی صفت ''جلانا'' ہے تو اس کے استعمال کرتے ہی فورا یہ اپنی صفت کا اثر دکھاتی ہے۔ اس لئے اس کو اس کے استعمال کے قانون کو معلوم کر کے استعمال کرنا چاہئے۔ تا کہ یہ ضرر کی صفت کو چھوڑ کر صرف نفع پہنچا سکے۔ جہاں اس کے ضرر کی ضرورت ہے۔ وہاں اس کے ضرر کی صفت سے بھی انسان نفع ہی حاصل کرے اور جہاں اس کے ضرر کو چھوڑ کر فائدہ اٹھانے کی جگہ ہو۔ وہاں بھی اس کے ضرر سے بچنے کی صورت استعمال کر کے اس سے نفع حاصل کی جا سکے۔

اسی حقیقت کو پریکٹیکل طور پر تعلیم دینے کے لے اللہ تعالی نے انسان کے جسمانی پارٹس کی محدود قوت و میموری کے دائرہ سے استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں ان کے پارٹس کی فطری قوت سے باہر سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت پڑے۔ وہاں وہاں یہ اپنی محدود جبی والی عقل سے کام نہ لے۔

بلکہ اس کو مزید قوت و طاقت دینے والی چیز کا استعمال کر کے حقیقت تک پہنچ کر نفع کی صورت میں عمل کرے۔ نقصان کی صورت سے بچے۔ جہاں نقصان کے ذریعے نفع حاصل کرنا ہو۔ وہاں کس طرح استعمال کیا جائے۔ اس کی ترکیب عمل کو جانیں اور علم حاصل کر کے اسی ترکیب عمل سے نفع حاصل کرے۔

معلوم ہوا کہ ہر چیز کے اندر نفع اور نقصان دونوں صفتیں ہیں۔ پھر ان دونوں صفتوں کو چیز میں اللہ تعالی نے اسی انسان کی سہولت کے لئے ودیعت کی ہیں۔ پس جس جگہ چیز کے نفع کی صفت سے فائدہ حاصل مقصود ہو۔ وہاں یہ نفع والی صورت اور قانون کا فالو کر کے نفع حاصل کرے۔

اسی طرح جس جگہ اسی چیز کے نقصان والی چیز سے نفع حاصل کرنی مقصود ہو۔ وہاں اس کے نقصان والی صفت کے استعمال کے قانون الٰہی کو فالو کر کے چیز کے نقصان والی صفت سے بھی نفع حاصل کرے اور پرسکون رہے۔

مگر انسان نفع تو چاہتا ہے۔ مگر اپنی جلد بازی کی صفت کو ''رب کے مشورہ اور خوف'' کے لگام سے نفع حاصل نہیں کرتا ہے۔ حالانکہ اس کو اپنے رب سے خوف کرتے ہوئے ان سے مشورہ کی روشنی میں جہاں ہر عمل کرتا ہے وہیں سیروت فریح اور ٹور والے عمل کو بھی عمل میں لانا چاہئے۔

جیسے انسان کی عقل کے ذریعے اللہ تعالی نے ایک چیز ''موٹر'' تیار کر لی۔ اب اس کے تیار ہو جانے کے بعد اس کے اندر آٹو میٹک طور پر ''خود سے بناوٹی قوت کی رفتار سے چلنے کی ایک

صفت'' پیدا ہوگئی۔ پس یہ موٹر جتنی قوت سے چلنے والی ہوگی۔ اتنی ہی قوت کے ساتھ آن ہوتے ہی فوراً چلنے لگتا ہے۔ اس کے تیزی کے ساتھ اپنی فطری قوت و اسپیڈ کے ساتھ چلنے سے ہرگز کوئی روک نہیں سکتا ہے۔

بلکہ جس انسان نے اس کی تخلیق کی ہے۔ وہ بھی نہیں روک سکتا ہے۔ البتہ وہ اس کی چلن پر کنٹرول کرنے کے لئے ترکیب لگا سکتا ہے اور اس ترکیب کو استعمال کر کے موٹر کی تیز رفتاری پر کنٹرول کر کے اس کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔

اس کی بہترین مثال موٹر سے چلنے والی تمام گاڑیاں بلکہ پلین تک بھی ہیں۔ کیوں کہ ان سبھوں میں موٹر کا کسی نہ کسی طرح سے استعمال ہو رہا ہے۔ وہ اپنی صفت کے عین مطابق ہی چلتا ہے۔ مگر اس کی جلد فطری بناوٹ کے عین مطابق جلد بازی اور تیز چلن صفت پر خود اس کی تخلیق کرنے والے انسان نے ''ایکسلیٹر'' اور ''اسٹیرنگ'' کی ترکیب ''میٹر'' کے پوائنٹ فٹ کر کے سیٹنگ فیٹنگ کر دی ہیں۔

اب انسان اس ''اسٹیرنگ'' کنٹرولر اور ''ایکسلیٹر'' کنٹرولر دونوں کو، ان کے صحیح قوانین کے ساتھ گاڑی بنانے والے کی طرف سے دی گئی ہدایات کے مطابق علم حاصل کر کے اور جان کر لائسنس لے کر گاڑی کے موٹر کو آن کر کرے چلاتا ہے تو اس کی ہی بنائی ہوئی تیز صفت رفتار والا موٹر اپنی چلن میں ''ایکسلیٹر'' اور ''اسٹیرنگ'' کے تابع ہو کر، انسان کی مرضی کے مطابق ضرورت پر تیز اور مناسب طور پر سست رفتار میں چلتا ہے۔

جیسا کہ ساری دنیا کی گاڑی کا چلن جاری و ساری ہے۔ اس صورت میں موٹر کی فطری بناوٹی ''تیز رفتاری'' نقصان دہ نہیں ہوتی ہے۔ اللہ تبارک تعالی نے '' وَكَانَ الإنسَانُ عَجُولًا'' آیت کے ذریعے یہی بتلایا ہے کہ ''چیز'' فیکٹری سے بن کر نکل جانے کے بعد ایک مناسب قانون کے تحت آٹو میٹک طور پر جکڑ جاتی ہے۔ اب وہ اسی مناسب قوانین کے مطابق کنٹرول میں رہ سکتی ہے۔ اس کی چلن کو اس کے بنانے والے بھی بغیر کوئی ترکیب اختیار کئے روک نہیں سکتے ہیں۔

پس انسان چونکہ قدرت کی فیکٹری سے تیار ہو کر جب ظاہر ہو جاتا ہے۔ تب اس کی تخلیقی اور بناوٹی صفات میں سے ایک صفت ''جلد بازی'' بھی بناوٹی قوت کی رفتار سے آٹو میٹک طور پر پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان کی اس جلد بازی کی صفت پر کنٹرولنگ آلہ اور ترکیب، اس کے خالق کی طرف سے دی گئی ہدایتی کلام میں سے ''اطاعت و فرماں برداری'' کا ایکسلیٹر ہے۔ اس کا اسٹیرنگ اس کی

''عقل'' ہے۔اسی طرح اس کا میٹراس کا ''اخلاق کریمانہ'' ہے۔

پس انسان ''اطاعت وفرماں برداری'' کے ''ایکسلیٹر'' اور ''عقل'' کی ''اسٹیرنگ'' کواستعمال میں لائے گا تو اس کا ''میٹر'' ان دونوں ترکیبوں پرعمل کرنے کے نتیجے میں اچھا ''اخلاق'' یعنی اس کے عمل کی پیمائش و ماپ پیش کرے گا۔جس سے یہ حدود شرعیہ میں نظرآئے گا۔ جب یہ صحیح حدود شرعیہ میں رہے گا تو رحمت الٰہی کے سایہ تلے میں یقیناً رہے گا۔اس وقت اس کا ازلی دشمن '' شیطان'' کبھی اپنی چال اس پرنہیں چلاسکتا ہے۔کیوں کہ رحمت کے سایہ کی دیوار کے اندر شیطان کواب اس دنیامیں اورآخرت، دونوں جگہوں میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔

ایسی صورت میں انسان دنیا کی ہر چیز کے اندر کی نفع اور نقصان دونوں طرح کے صفات سے محض نفع ہی حاصل کرسکتا ہے۔نقصان نہیں۔جیسے ''آگ،بجلی'' انسان کے لئے ہے۔اس کے اندر نفع اور نقصان دونوں ہیں۔اس کی فطری صفت تو ''جلن اور جلانا'' ہی ہے۔اگراس کی ''جلن'' کی صفت میں احتیاط اور قانونی اطاعت کا خیال نہ رکھا جائے تو یقیناً اس کا چھونے والا سکنڈوں میں جل کرخاک اورکوئیلہ بن جائے گا۔

آئے دن اس کی مثالیں ہم سنتے اور دیکھتے رہتے ہیں۔مگر یہی '' آگ'' ایک قانون کے طریقے کے مطابق استعمال میں جب آتا ہے۔جیسے موجودہ گیس سلنڈر کا اس کے قانون کے عین مطابق استعمال تو اس سے ہم بہترین کھانا، بریانی، پھال، چپاتی، مزیدار دال، روٹی اورقسم قسم کے خواہش کے مطابق طعام ومشروبات کھاتے اور پیتے ہیں۔اگر '' آگ'' کی جلن کی صفت کوایک قاعدے قانون کے احتیاط سے اطاعت کے ساتھ عمل میں نہ لائیں تو نقصان مقدر ہے۔جیسا کہ بسااوقات بے احتیاط عمل سے سلنڈر کے پھٹ جانے اوراس سے حوادث کے ہوجانے کی خبریں بھی ہم سنتے اوردیکھتے رہتے ہیں۔

اب واضح ہو چکا ہے کہ چیز کے اندر نفع تو '' صفت خاصہ'' ہے ہی۔ اس کے اندر کا ضرر و نقصان کی صفت بھی موقع محل اور خاص مقام میں محض انسانی فوائد ہی خاطر قدرت نے تخلیق اور پیدا کی ہیں۔

پس دنیا کی کسی بھی چیز کی نقصان دینے والی صفت بھی، انسان کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ شرعی حدود اور اس چیز کے بنانے والے کے طریقے کو فالو کیا جاتا رہے گا۔اسی حقیقت وراز کواللہ تعالی نے انسان کے پہلے فرد، حضرت آدمؑ کو پیدا کر کے بتلا دی دی تھی '' وَ عَلَّمَ

الاِنُسَانَ مَالَم یَعُلَم" کے ذریعے بتلادی کہ "انسان کو ہر وہ چیز بتلادی جو وہ نہیں جانتا تھا۔ واضح رہے کہ یہ جانکاری صرف اللہ کے کلام وہدایات "قرآن مجید" کے مجموعے ہی میں مل سکتی ہے۔

اس لئے انسان کو جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ اس کو اپنی عقل کی اسٹیرنگ کو "اطاعت" کے "ایکسلیٹر" سے جوڑ کر چلانی چاہئے۔ تاکہ جب "عقل" کی "اسٹیرنگ" اطاعت کے قانون سے جکڑ کر عمل میں آئے گی تو اس کی جلد بازی کی صفت کنٹرول میں رہے اور یہ اپنے عمل کی تیز رفتاری اور فطری جلد بازی کو اخلاق کے میٹر سے ناپ اور ماپ کر، کنٹرول میں رہے اور ہمیشہ فائدے ہی میں رہے۔

اگر اطاعت، عمل صالح اور قانون، اسی طرح اخلاق کے میٹر کی حقیقت کو، آپ سمجھ گئے ہیں تو یہ بھی سمجھنا آسان ہے کہ انسان اپنے خود مختار صفت پر پیدا ہونے کی وجہ سے اپنی راحت وتکلیف کا خود ہی قاضی صاحب یعنی ججمنٹ کرنے والا بھی ہے۔

معلوم ہوا کہ انسان کا عقل مند ہونا، اس کے خود مختاری کا سبب ہے۔ اسی طرح اس کی خود مختاری اس کے خود کے اچھے اور برے عمل کرنے اور حسن اخلاق کے میٹر اس کے آسانی اور پریشانی کی حدود اور آلہ یعنی ماپ وناپ ہے۔ رب کائنات نے اپنے کلام "مَنُ اَسآءِ فَعَلَیهَا" کہ جو گناہ اور ظلم کرتا ہے یعنی غیر شرعی کام، یا یوں کہئے کہ قانون سے ہٹا ہوا کام کرتا ہے۔ اس کو بوجھ اور اس کی تکلیف کا اثر بھی اسی کے اوپر پڑتا ہے۔

ظاہر بات ہے، چالیس پچاس کلو کا بوجھ سر پہ جو لئے رہے گا۔ اس کے وزن کا اثر تو اس کے اٹھانے والوں پر ہی پڑے گا اور اس کے اثر سے اس کی گردن اور کمر ہی جھکی ہوئی تکلیف میں ہوگی۔ مگر اس حقیقت کو کوئی نہ مانے تو اس سے نصیحت اور قانون بتانے والے کو سوائے افسوس کرنے کے اور کیا ملتا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالی نے حقیقت کو نہ سمجھنے والوں کو بھی حقیقت بتلادی کہ "مَنُ کَفَرَ فَعَلَیهِ کُفُرُهٗ" یعنی جو حقیقت سے اور قانون کا انکار کرتا ہے۔ نہیں مانتا ہے اور من موجی عمل میں مصروف رہتا ہے تو اس سے قانون بتانے والے کا کچھ نہیں بگڑتا ہے۔ بلکہ "انکار کرنے والے کے اوپر ہی اس کے کفر وانکار کا اثر پڑتا ہے۔

اسی نتیجے کی طرف حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے عارفانہ کلام "اَعُمَالُکُم عُمَّالُکُمُ" کے ذریعے امت کو تنبیہ کر دی ہیں کہ "تمہارا عمل ہی تمہارا سردار ہے۔ انکار اُنکار کرنے سے

حقیقت کبھی بدل نہیں سکتی ہے۔ حقیقت جو عین واقعہ کے مطابق وموافق ہے۔ وہ ہر حال میں باقی رہے گی۔ اسی حدیث نبوی ﷺ کا ترجمہ گویا علامہ اقبال نے بھی اپنے پر مغز شعر میں یوں پیش کر دی کہ/ع:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اس لئے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جب انسان جنت وجہنم یعنی راحت وتکلیف میں رہنے کا خود قاضی اور جج ہے تو اس کی ''اچھے سے رہنے اور اچھے کھانے، پینے، پہننے'' کی جو صفت ہے۔ یہ صفت متقاضی یعنی چاہتی ہے کہ یہ ''رب موجی'' راستے پر ''اطاعت'' کے ''ایکسلیٹر'' دیتے ہوئے ''عقل'' کی اسٹیرنگ کو چلائے اور پر سکون طور پر جنت یعنی بیڈرُوم میں جا کر درست طریقے سے آرام کرے۔ یہی رب موجی عمل ہے۔ اس راہ عمل میں چیز اپنے دو صفتوں یعنی نفع ونقصانات کے اندر انسان کے لئے ہر حال میں مفید ہی ثابت ہوگی۔

اس کے خلاف انسان اگر من موجی یعنی خواہشات نفسانیہ کے مطابق عمل کرتا ہے تو چونکہ اس کا یہ عمل غیر شرعی ہوتا ہے۔ غیر شرعی کا مطلب سیٹنگ فٹنگ کے خلاف عمل ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں چیز اپنی فطری بناوٹ پر بغیر کنٹرول کے چلن جاری کرتی ہے۔ جس سے صرف نقصان ہی نقصان مقدر ہوتا ہے۔ یہ قانون اور قاعدہ انسان کے ہر عمل میں ہے۔

انسان اپنے اعمال میں سب سے بہترین عمل اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق عموماً ''سیر و تفریح اور سیاحت'' یعنی بزبان انگریزی ''ٹور'' کرنے کو پسند زیادہ کرتا ہے۔ اسی وجہ سے بڑے بڑے اور خوبصورت ترین ''پارک'' بنا رکھا ہے۔ ''پارک'' کو بے شمار خوشنما ترکیبوں سے زینت دیتا ہے۔ پانی کا خوشنما اور راحت آمیز ''فوارہ'' بناتا ہے۔ خوبصورت ترین پھولوں کے باغ لگا کر اسے ترتیب سے سجاتا اور خوشنما بناتا ہے۔ پانی گندہ ہو یا کہ پاک، نقلی نہریں جاری کر کے گندے پانی کا تالاب تیار کر کے اور کبھی قدرتی چشموں اور پہاڑوں سے نکلے چشموں کو ترتیب سے سجا کر فوارے بنا کر اس میں کشتیاں اور بوٹ بنا بنا کر چلاتا ہے۔ لوگ دھڑلے سے گندے پانی کے بوٹس میں بیٹھ کر خدا کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے بے پردہ عورتوں کے ساتھ تصاویر کشی کرتے ہیں اور دنیا والوں کو منٹوں میں موبائل کے ذریعے خبر کر دیتا ہے کہ لو! آپ سب گواہ رہو! ہم سے مل اجتماعی گناہ کر رہے ہیں۔ ہوٹلوں میں بے شمار کھان پان، مگر عموماً بے مزہ اور دس روپے کی چیز کو دس

ہزار میں خرید خرید کر کھاتے، پیتے اور مزہ اڑاتے اللہ تعالی سے بغاوت کرتے ہیں۔ پانی میں بجلی کنکشن ڈال کلر کلر کی لائٹنگ سجا کر مزہ اڑاتے ہیں۔

اسی طرح ایک طرف جہنم جیسی کھائی اور دوسری طرف پہاڑ سے عبرت آموز نکلے چشموں ،گلوں، پھولوں اور بوٹوں کو کاٹ چھانٹ کر، محض خواہشات نفسانیہ کی تکمیل کا ذریعہ اور ایک جماعت معصوموں، بے وقوفوں اور پھوہڑوں سے محنت کی کمائی کو لوٹ لوٹ کر مالدار بن رہے ہوتے ہیں اور اپنی کمائی کا ذریعہ بنائے موج و مستی کر رہے ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی خود بھی گناہ کرتے ہیں اور ان پارکوں کا مالک بن کر، اسے سجا دھا کر، دوسروں کو بھی اللہ کے حکم کے خلاف زندگی گذارنے کے لئے راہ ہموار کرتے ہیں اور اپنے اور دوسروں کے گناہوں کا بوجھ، اپنے سر پہ لادرہے ہوتے ہیں تو دوسری طرف صرف دنیاوی خوشنمائی سے مزہ حاصل کرنے والے لوگ صرف کھانے، پینے، مزہ اڑانے کی چندروزہ زندگی ہی ''زندگی'' سمجھ رکھے ہیں۔ اس زندگی کے بعد اور کوئی دنیا نہیں آئے گی۔ خیال کر رکھے ہیں۔ حالانکہ یہ بڑی بھول اور شیطانی وسوسے بڑے ذہول میں پڑے اپنا نقصان آپ کر رہے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر تو کیا سیر و تفریح حرام ہے؟ سیاحت نہیں کرنی چاہئے! اگر نہیں کرنی چاہئے تو پھر علماء فتوی حرام کا کیوں نہیں دیتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ''سیر و تفریح حرام نہیں۔ بلکہ قرآن کے حکم '' سِیـرُوا فِی الاَرضِ ثُـمَّ انـظُـرُوا کَیفَ کَـانَ عَـاقِبَۃُ المُکَذِّ بِینَ'' کہ زمین میں تم سیر کرو اور دیکھو اور غور کرو کہ حق کے جھٹلانے والوں کا کیا حال ہوا'' کی روشنی اور دلیل سے ''سیر و تفریح اور سیاحت''، یعنی ''ٹور'' کرنے کا باضابطہ حکم ہے۔ اس حکم کی وجہ بھی خود خالق کائنات نے حق بات کے جھٹلانے والے لوگوں کا حال دیکھ کر عبرت حاصل کرنے اور ان نظاروں سے خالق کائنات کے جملہ احکامات کی اطاعت کرنے کے لئے ہر لمحہ تیار رہو۔ تاکہ تمہارا ان نظارات کے کھنڈرات کی طرح نہ ہو جائے۔ اسی طرح سورۂ بقرہ / آیت نمبر ۱۸۵ / میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ'' یُـرِیـدُ الـلّـٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ'' کہ اللہ تعالی تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر سختی کو نا پسند کیا ہے۔

علاوہ ازیں اس لئے بھی ''سیر و تفریح'' کے لئے حکم ہے کہ ''تفریح'' بقول علامہ قرطبی معنی لکھا ہے'' اَلـفَـرحُ لِلذَّۃِ فِی الْقَلْبِ بِادرَاكِ الْمَحْبُوبِ'' یعنی محبوب اور پسندیدہ چیز کے پالینے سے جو قلبی لذت و سکون حاصل ہوتی اور نصیب ہوتی ہے، اسی قلبی لذت و فرحت اور خوشی کا نام ''سیر و

تفریح'' ہے۔اسی کو ''سیاحت'' بھی کہتے ہیں۔انگریزی میں اس کو''ٹور'' کہتے ہیں۔آج کل زیادہ تر یہی انگلش لفظ مستعمل ہے۔

سیر وتفریح اور کھیل کود شرعی حدود اور سرکل میں محسن اعظم حضرت رسول اللہ ﷺ نے بھی اجازت دی ہیں۔ یہ حدیث''کھیل اور تفریح کی شرعی حدود'' کتاب مؤلفہ مولانا محمود اشرف عثمانی ناشر ادارۂ اسلامیات لاہور کراچی ر کے صفحہ نمبر ر ۹ ر پر نمبر ۴ ر پر اس طرح نقل کی ہیں کہ''اَلْهَــوَآءُ وَالْعَبُوافَأَنِّى أَكْرِهُ أَنْ يَّرٰى فِى دِينِكُمْ غِلظَةً'' یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ''تمہارے دین میں سختی نظر آئے!یعنی کھیلتے کودتے رہو''۔

چنانچہ علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں سنن الکبری بیہقی سے منقول ہے کہ''عید کے دن کچھ بچیاں کھیل رہی تھیں۔حضرت ابوبکرؓ نے انہیں روکنے کا ارادہ کیا تو (خود) حضور ﷺ نے فرمایا'' دَعْهُـنَّ يَـا اَبَـا بَـكْرَ فَأَنَّهَا أَيَّامُ عِيْدٍ لِ تَعَلُّمِ الْيَهُودِ أَنْ يَّهُودَ أَنَّ دِيْنَنَا فَسُحَةٌ أَنِّىْ اَرسَلْتُ بِـحَنَفِيَّةٍ سَمْحَةٍ''کہ اے ابوبکر!ان بچیوں کو چھوڑ دو۔یہ عید کے دن ہیں۔تاکہ یہودیوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا دین گنجائش والا دین ہے۔کیوں کہ مجھے ایسی شریعت دے کر بھیجا گیا ہے جو افراط وتفریط یعنی ایک دم غلو اور مکمل سختی سے آسان تر اور یکسو ہے۔

اسی مضمون میں کچھ فرق کے ساتھ اور حدیث منقول ہے کہ اسی طرح ایک اور حدیث ہے کہ''عید کے دن کچھ حبشی ڈھال اور نیزوں سے کھیل رہے تھے۔وہ لوگ حضور ﷺ کو دیکھ کر ذرا کھیل سے جھجھکنے لگے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا''خُـذُ و يُـنَـىَّ أرفَـدَةً حَتّٰى تَعْلَمَ الْيَهُودُ وَالـنَّـصَـارٰى أنْ فِـى دِيـنِـنَا فَسجحَةٌ'' کہ اے حبشی!کھیلتے رہو تاکہ یہود و نصاری کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے''۔اسی طرح ایک اور حدیث احکام القرآن للشیخ محمد شفیعؒ نے نقل کی ہیں کہ'' رَوِّحُـوالْـقُـلُوبَ سَاعَةً فَسَاعَةً'' کہ وقتاً فوقتاً دلوں کو خوش کرتے رہا کرو''۔اسی طرح مفتی صاحب مرحوم ومغفورؒ نے ایک اور حدیث نقل کی ہیں کہ''اَلْـقَـلْـبُ يَـقِـلُّ كَـمَا تَمَلُّ الأَبْدَانُ فَاطْلُبُو لَهَا طَرَائِقَ الْحِكْمَةِ''یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ''جس طرح بدن تھک جاتا ہے۔اسی طرح دل بھی اکتانے لگتا ہے۔اس لئے حکمت کے راستے تلاش کیا کرو''۔

چنانچہ ایک حدیث صحیح مسلم شریف کی شرح فتح الملہم میں حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ''رسول اللہ ﷺ اپنے کسی صحابی کو مغموم دیکھتے تو دل لگی کے ذریعے اسے خوش فرماتے تھے۔چنانچہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے حضور ﷺ کو غمگین دیکھا تو اپنا ایک واقعہ سنا کر حضور ﷺ کے غم کو دور کیا۔

اس کا صاف مطلب ہے کہ انسان کو غم واندوہ اور فکر میں رہنا نہیں چاہئے ۔اپنی قسمت اور اپنے رب کے فیصلے پر راضی رہنا چاہئے ۔کیوں کہ ہمارا کام بس حدود شرعیہ اور احکامات الہیہ کے دائرہ میں رہنا ہے ۔باقی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالی نے لی ہیں ۔اگر انسان دائرۂ الہی اور اطاعت ربانی سے ہٹ کر شیطانی راہ سے من مانی کرے اور پھر امیدیں لمبی لمبی رکھے تو ایسے انسان کو بے وقوف خود نبی ﷺ نے فرمایا ہے ۔اس لئے یہ یقین رکھنا ہے کہ ہمارا کام عمل کرنا ہے ۔باقی فیصلہ اللہ کی طرف سے ان کی چاہت کے مطابق مقدر ہے ۔قرآن مجید کے اندر رب کائنات نے اس کی وضاحت کر دی ہیں کہ ''وَمَا تَشَآؤنَ اِلَّا أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ'' کہ ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا ۔وہ ہرگز نہیں ہوسکتا جو ہم من موجی طور پر چاہیں گے ۔

اس لئے سیر وتفریح ضرور کرنی چاہئے ۔لیکن یاد رہے کہ حدود ربانی کے دائرہ میں کرنی چاہئے ۔اگر دائرہ الہی میں اطاعت کے ساتھ ہماری سیر تفریح ہوگی تو ہم پر اللہ تعالی کا سایہ بھی ہوگا اور ہمارا یہ عمل بھی بوجہ رب کی مرضی سے کرنے کے ''دین'' میں شمار ہوگا اور اس پر بھی ہمیں ثواب ملے ۔اس لئے مؤمن کو چاہئے اپنے ہر عمل کو ''دین'' بنا کر کر کے فرحت وانبساط اور خوشی بھی حاصل کریں اور خالق کائنات کی اطاعت کرتے ہوئے سیر وفرتح کے عمل میں بھی ''عقل'' کی اسٹیرنگ کو ''اطاعت الہی'' کے ''ایکسلیٹر'' سے جکڑ کر ''اخلاق کریمانہ'' کے میٹر کے پیمانے سے ماپ اور ناپ کر کرنا چاہئے ۔

بالیقین !اس اصول کی روشنی میں جب انسان سیر وتفریح کرے گا تو اس کی آنکھ ،بڑے بڑے اور اونچے اونچے خطرناک سے خطرناک ترین پہاڑوں اور اس کی چوٹیوں کو دیکھ کر اللہ کی قدرت کا اقرار ضرور کرے گی ۔ان پہاڑوں اور ان کی خط منحنی اور خطرناک بناوٹوں کو اور اس پر انسانوں کی ہمت وبلندی پیدا کر کے ان کے ہی ذریعے ایسے مشکل ترین اور خوفناک وہیبت ناک راستے بنوا کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور بادلوں کے اندر جانے کی توفیق عطا کر کے اپنی خالقیت کا اقرار کرواتا ہے ۔انسان اس حقیقت کو ضرور تسلیم کرے گا ۔

اسی طرح ''نیل گیری'' کے اونچے اونچے اور بالکل سیدھے سیدھے درختوں کی ترتیب سے تخلیق پر اور اس کے ساتھ بے شمار ،رنگہا رنگوں کے درختوں اور پیڑ پودوں اور جھاڑوں کو دیکھ دیکھ کر ،بے شمار الگ الگ مزوں والے پھلوں اور خوشنما پھولوں کو دیکھ کر فورا اللہ کی قدرت کاملہ اور توحید کا اقرار کرتے ہوئے اس رب کی حمد وثنا ،بیان کرتے ہوئے پکار اٹھتا ہے ''فَتَبَارَكَ اللّٰهُ

اَحسَـن الـخَالقِینَ" کہ ان تمام چیزوں کو کس حسن وخوبی اور ترتیب سے اللہ تعالی نے پیدا کر رکھی ہیں۔اسی طرح فوراتوحید کو مانتااور پکاراٹھتا ہے" ھُـوَالـلّٰـہُ اَحَدٌ ہ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ہ لَمۡ یَلِدہ وَلَم یُـولَـدہ وَلَم یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌہ کہ وہی اللہ ہے جو اکیلا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔وہ بے نیاز ہے۔وہ کسی سے جنا نہیں۔نہ وہ کسی کو جنا ہے۔اس کے برابر کوئی نہیں۔اسی طرح فوراز بان پر تلاوت کرتا ہے" ھُـوَاللّٰہُ الَّذِیۡ لَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَہ ھُوَاللّٰہُ الۡخَالِقُ البَارِیءُ الۡمُصَوِّرُ لہٗ الاَسۡمآءُ الۡـحُسـنٰـی ہ ھُوَاللّٰہُ آلمَلِكُ الۡقُدُّوسُ السَّلَامُ المؤمِنُ الۡمُھَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُالۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ ہ سُبۡحَانَ اللّٰہِ عَمّا یُشۡرِکُونَ ہ کہ وہی اللہ ہے۔جس کے علاوہ اور کوئی رب اور خالق نہیں ہوسکتا ہے۔وہی چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے۔پھران چیزوں کی کیفیت ، ہیئت واور ایک ہی طرح کی اور ایک ہی نام کی چیزوں میں مختلف پوائنٹ پر مختلف کلروں کو خوشنما طور سے سیٹ اور ڈیزائن کی ہیں۔اس طرح رب کائنات کی وحدانیت کے اقرار کے بعد فورا تلاوت کرنے لگ جاتا ہے کہ "ھُـوَالـلّٰـہُ الۡـخَـالِـقُ البَـارِیءُ الۡمُصَوِّرُ لہٗ الاَسۡمآءُ الۡحُسنٰی ہ کہ وہی رب ہے جنہوں نے چیزوں کی صورتوں اور شکلوں کی مناسب اور بالکل درست تصویر کشی کی ہیں۔

پس اسی رب کے لئے نیک نام متعین ہیں۔ساتھ ہی یہ بھی مانتا ہے کہ اللہ تعالی کے یہ مختلف اسمائے حسنی ان کی تخلیقاتی صفات کے لئے دلیل اور مشیر ہیں کہ اس طرح کی تصویر کشی ، ڈیزائننگ ، کیفیات وہیئات ، سڈول اجسام واشکال کے ساتھ چیزوں تخلیق کرنے کی اور کسی کے اندر قوت نہیں۔صرف اسی ایک اور واحد اصلی خالق کے اندر قوت ہے۔رب کائنات کی اس صفت کو تسلیم کرنے کے باوجود مؤمن بندہ پھر بھی چپ نہیں رہتا ہے۔ بلکہ مزید اقرار کرتے ہوئے تلاوت کلام الہی میں مصروف ہوتے جھوم اٹھتا تلاوت کرنے لگتا ہے کہ" ھُـوَالـلّٰـہُ الۡـمَلِكُ الۡقُدُّوسُ السَّلَامُ الـمـؤمِـنُ الۡـمُھَیۡـمِـنُ الۡعَزِیۡزُالۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ ہ سُبۡحَانَ اللّٰہِ عَمّا یُشۡرِکُونَ ہ کہ ہاں! ہاں! وہی ایک قادر مطلق رب اور خالق اصلی ہیں جو کہ اصل مالک ہیں۔نہایت پاکیزہ ذات اور تقدس حقیقی کے مالک ہیں۔سلامتی والا اور امن عطا کرنے والا ہے۔وہی بڑی اقتدار والا اور ہر خرابی کی اصلاح کرنے والا اور بڑائی کا مال سب کا نگہبان ہے۔آسمان وزمین میں جتنی چیزیں ہیں۔سبھی اسی رب کی تسبیح کرنے میں مصروف ہیں اور یہی رٹ رہی ہیں کہ" وہی رب ہے جو ایک ہے۔وہی خالق ہیں۔مالک ہیں۔پالن ہار۔داتا ہیں۔معطی ہیں۔محسن ہیں وغیرہ وغیرہ"۔

ایسے متقی اور اطاعت وفرماں بردار بندوں کے علاوہ مگر لوگوں میں سے جو اکثر لوگ بجائے

اصلی خالق و مالک رب کو مان کر اسی کی عبادت کرنے اور تسبیحات میں رطب اللسان ہو کر اسی کے گن گانے اور مست رہنے کے، اس رب کے پیدا کردہ عجائب و غرائب اشیاء کے عجائب و غرائب خلقیت کو ہی ''اللہ'' سمجھ بیٹھے ہیں۔ انہی چیزوں کو معبود سمجھ کر اپنا رب اور پالن ہار سمجھ بیٹھے ہیں۔

یہ وہ دراصل اصل خالق کی کھا کر، پی کر، نظاروں سے خوش ہو کر، ان کی طرف سے دی گئی انعامات کو برت کر مکمل دوغلا پنی کرتے ہوئے، اصل خالق کو چھوڑ کر اس کی توحید کے دلائل ''مخلوقات'' ہی کی عبادت میں مصروف ہو گئے اور خدائے تعالی کے مقابلے میں شرک کرنے لگے۔ ان کے اس شرکیہ عمل سے اللہ تعالی کی ذات نہایت پاک و صاف ہیں۔ ان کے ان شرکیہ اعمال سے رب کائنات کا کچھ بگڑنے والا تو نہیں ہے۔ بلکہ اصل بگاڑ تو خود انہی لوگوں کا ہے۔

اس بگاڑ کا تذکرہ سورۂ حشر ہی کی آیت نمبر ۱۷ر میں رب کائنات نے ارشاد فرمایا'' وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَى فَبَشِّرْ عِبَادِ (۱۷) الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَاب ٥ (۱۸) کہ جو لوگ طاغوت اور شیطانی پرستش اور عبادات سے بچنے لگے اور کنٹرول میں رہ گئے اور لو لگائی اللہ سے تو انہی لوگوں کے لئے خوشی خبر ہے اس لئے ان بندوں کو خوشی کی خبر سنا دو''۔

پھر خود اللہ تعالی نے اپنے اگلے کلام آیت نمبر ۲۰ر میں اپنے اطاعت و فرماں بردار بندے جو عقل کی ''اسٹیرینگ'' کو ''اطاعت الہی'' کے ''ایکسٹیلر'' سے جوڑ کر عمل کر کے اعلی ''اخلاق'' پیش کرتے ہیں۔ ان کے فائدے کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''نِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ٥ کہ وہ لوگ جو باتوں کو غور سے سنتے ہیں۔ یقیناً وہی لوگ بہترین باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ کیوں کہ یہی لوگ دراصل عقل والے لوگ ہیں (یہی لوگ چونکہ ''عقل'' کو اطاعت الہی کے تابع اور حکم الہی سے جوڑے ہوئے ہیں''۔ اس لئے یقیناً انہی کی عقلیں، ان کو صحیح راہنمائی کرتی ہیں اور وہ راہ راست والے کام اور باتوں ہی کو پسند کرتی ہیں۔ جن میں ان کے لئے) ہدایت اور بہترین بھلائی اور سکون مہیا ہے۔

سکون کی تفصیل میں جنت کا نقشہ جہاں پر رب کائنات میں قرآن مجید میں کھینچا ہے۔ ان کی لمبی تفصیل ہے۔ البتہ بطور اشارہ، صرف سورۂ ''نبأ'' تیسویں پارہ میں آیت نمبر ۳۱ر تا ۳۶ر کی ایک آیت ملاحظہ کرتے چلئے۔ دیکھئے! ارشاد ربانی ہے ''اِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفازاً احدآئِقَ اَعْنَابًا وَّ

كَوَاعِبَ اَتْرَابًا سے جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا" کہ "متقی لوگوں کے لئے یعنی عقل کو حکم الٰہی کے تابع کر کے سیر وتفریح کرنے والے عمل کرنے والوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ بڑی جیت رکھی ہے۔ کامیابی رکھی ہے۔ ان کے لئے بھی باغات اور انگور اسی طرح نوخیز ہم عمر لڑکیاں تیار کر رکھے ہیں۔ اسی طرح ایسے لوگوں کے لئے چھلکتے ہوئے پیمانے تیار کر رکھے ہیں۔ اس راحت کے مقام میں کوئی بے ہودہ بات بھی ہرگز نہیں ہوگی۔ اسی طرح نہ کوئی جھوٹی بات ہوگی۔ یہ بدلہ رہے گا، ان متقیوں کے اصلی رب کی طرف سے۔ یہ اللہ کا ایسا دین ہوگا جو لوگوں کے اعمال کے حساب و تخمینے سے دی جائے گی۔

اس کے برخلاف جو لوگ اللہ کے حکم کی اطاعت کے خلاف من موجی عمل کرتے ہوں گے۔ جیسے کہ سیر وتفریح میں عموماً لوگ من موجی ناچ، گانے بجانے، بے پردہ تصاویر کشی، غیر شرعی اعمال، عورتوں اور مردوں کے اختلاط کے ساتھ دماغ اور آنکھ کا خصوصاً اور پورے اعضاء سے عموماً گناہ کرتے ہیں۔ من پسند اور فضول سے بھی زائد کھاتے، پیتے، ناچتے اور مزہ اڑاتے ہیں۔ عجائبات الٰہیہ سے عبرت حاصل کرنے کے بجائے اپنے اوپر غیض وغضب الٰہی کے نازل ہونے والے اعمال اختیار کرتے اور خوب مستی میں چند روزہ زندگی میں خوش نظر آتے ہیں۔ ان کے بارے میں فرمایا کہ وہی رب ہے جو آسمان وزمین اور اس کے درمیان کی چیزوں کا ہے (جن سے یہ لوگ مستیاں کرتے ہیں۔ ان کی مستیوں پر عذاب سے بچانے کے لئے کوئی فائدہ پہنچانے والی نہیں ہیں)۔ بلکہ قیامت کے دن تو اس رب کے سامنے کسی کو بولنے اور منہ ہلانے تک کی بھی طاقت و مجال نہ ہوگی۔ ان گناہگاروں کا کیا! بلکہ اس دن تو ساری روحیں، سارے فرشتے، قطار بنا کر اس خالق حقیقی کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اس دن سوائے اس کے کوئی بول نہ سکے گا۔ البتہ! جنہیں رحمٰن نے اجازت دے رکھی ہوگی۔ وہ بھی بس ٹھیک بات ہی کہہ سکے گا۔

پس یقین جانو کہ! وہ دن یعنی قیامت کا آنا برحق ہے۔ اب جو چاہے۔ وہ اپنے پروردگار کے پاس اپنا صحیح ٹھکانہ (اپنے حسن عمل اور اس کی اطاعت کر کے) بنانا چاہئے۔ اسی طرح جو چاہے من موجی کرے اور اپنا ٹھکانہ جہنم اختیار کر لے۔ گویا تم خود ہی جج ہو اپنی راحت کے لئے اور اپنی تکلیف کے لئے۔ جیسا عمل کرو گے۔ ویسا پھل پاؤ گے۔ اس دن جب تکلیف کی راہ منتخب کرنے والے پریشان ہو کر اور اپنی غلط انتخب کے سبب تکلید کی وجہ سے کہے گا کہ "کاش! کہ میں مٹی ہوتا کہ مجھ سے حساب ہی نہ لیا جاتا! تو اس کے کہنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں۔ ہر شخص اپنی آنکھوں سے

دیکھ لے گا اس دن ان تمام اچھی اور بری چیزوں کو جو اس نے اپنے مرنے سے پہلے دنیا سے آخرت کے لئے بھیج رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا صاف صاف اس طرح سے وضاحت آجانے کے باوجود انسان کی عقل صرف گھومنے، پھرنے، نظارہ تخلیق کائنات کر کے تعجب کرنے اور اچھا اور بس مزہ محسوس کرنے میں مصروف ہے۔ ان انسانوں کا اس طرح حقیقت کے کھل جانے کے بعد بھی بداعمالی اور اطاعت ربانی سے ہٹ کر من موجی اعمال پر زیادہ تعجب کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ کیسے بے وقوف لوگ ہیں کہ انہیں اپنے رب کے پاس کس کس طرح تکلیف ہونے والی ہے۔ پھر بھی تکلیف دہ اعمال ہی میں مصروف اور ایسے بے ہودہ ماحول میں خوشیاں مناتے ہوئے صرف کھانے پینے، اچھے پہننے اوڑھنے، اور مزہ اڑانے کی طرف بھاگتی تو ہیں۔ مگر قدرت کی عطا کردہ آنکھوں سے اس کے عجائب وغرائب مناظر کو دیکھ کر عبرت حاصل نہیں کرتی ہے۔ مخلوق کائنات کو دیکھ کر تعجب کرنے کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کے اصلی خالق کی حیثیت و حقیقت کو نہیں مانتی ہے۔ اس سے بڑی تعجب کی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ لیکن انسان اپنے ہی خالق کے خلاف نقصان دہ تجارتی عمل میں مصروف ہو کر جان بوجھ کر نقصان اٹھانے کے لئے تُل جاتا ہے۔

صحیح مسلم شریف اور مشکوۃ شریف کے اندر حدیث منقول ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ''كُلَّ يَغْدُ وا فَبَائِعُ ن: فَسَهٗ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا'' کہ ''ہر شخص صبح جب اُٹھتا ہے تو اپنی جان کا سرمایہ تجارت پر لگا دیتا ہے۔ پھر کوئی تو اپنے اس سرمایہ کو خسارہ سے آزاد کرا لیتا ہے اور کوئی ہلاک کر ڈالتا ہے''۔

حدیث کی طرح قرآن مجید نے بھی اعلان کیا ہے ''هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ'' کہ کیا میں ایسی تجارت کی طرف متوجہ نہیں کراتا ہوں جو تجھے دردناک عذاب سے نجات دلانے والی تجارت ہے۔ یعنی وہ تجارت اطاعت الٰہی والی تجارت ہے۔

اس قرآن وحدیث سے واضح ہے کہ انسان کا عمل دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک رب موجی اور دوسرے من موجی۔ انسان جب صبح کرتا ہے تو انہی دونوں قسموں میں سے کسی نہ کسی قسم میں اپنا عمل شروع کرتا ہے۔ پس جو شخص رب موجی طریق سے عمل شروع کرتا ہے گویا اس نے رب موجی عمل شروع کی۔ یہی اطاعت الٰہی والا یعنی ''ایکسلیٹر'' سے ''عقل'' یعنی اسٹیرنگ سے جوڑ کر عمل کر رہا ہے۔ جس کا نتیجہ اچھے اخلاق یعنی کنٹرولنگ کے ساتھ عمل کا اظہار ہے جو ''اُولٰٓئِكَ هُمُ

الُمفلِحُون‘‘ کا ضامن ہے۔
مگر انسان پر شیطانی چال ایسی مضبوط طریقے سے چھا جاتی ہے کہ وہ جلد بازی کے سبب اپنی اطاعت الٰہی کے ایکسلیٹر کو عقل کی اسٹیرنگ سے جوڑنا بھول ہی جاتا ہے۔ جس کے سبب فطری بناوٹ کی صفت کے نتیجے میں غیر قانونی کام من موجی اور بغیر کنٹرولنگ کے شروع کر دیتا ہے۔
یقیناً اس تجارت میں اسے مکمل خسارہ اٹھانا پڑتا ہے۔ جس کا اسے شعور تک نہیں ہو پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر شعوری طور پر یہ جن مخلوقات کا سیر وتفریح اور سیاحت میں نظارہ کر کے عبرت حاصل کر کے اور اپنے رب کی اصلیت وحقیقت کو مان کر توحید پرست ہونے کے، لہولعب میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جن سے عذاب اس کے لئے مقدر ہو جاتا ہے۔
اسی حقیقت کو قرآن عظیم نے سورۂ لقمان رآیت ۴ رمیں ارشاد کیا ہے’’ وَمِنَ النَّاسِ مَنُ يَّشُتَرِی لَهُوَالُحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنُ سَبِيلِ اللّٰهِ بِغَيرِ عِلمٍ وَّ يَتَّخِذَ هَا هُزُوًا اُولٰئِكَ لَهُمُ عَذَابٌ مُّهِيُنٌ‘‘ کچھ لوگ اللہ کے راستے سے ہٹانے اور اس راہ کی ہنسی اڑانے کے لئے کھیل اور کود کے ایسے خریدار ہیں۔ کہ وہ ان کے لئے باعث عذاب و ذلت ہیں۔ لیکن وہ اسی کھیل اور کود کے ظاہری حسن ونمائش کو زندگی سمجھ رہے ہیں۔
تعجب اس بات پر بھی ہے کہ ایسے لوگوں کو جب اصلاح عمل اور اطاعت الٰہی کے لئے تنبیہ جب کی جاتی ہے تو چونکہ شیطانی جال و چال میں جکڑے ہوتے ہیں۔ اس لئے بجائے عاقبت کے انجام بد پر غور کر کے سدھر جانے کے فوراً جواب دیتے’’ اِنَّمَا نَخُوضُ وَ نَلعَبُ ‘‘ کہ ہم تو ہنسی اور کھیل کر رہے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالی نے اس طرح کے اعمال کرنے اور کھیل کود کرنے والوں کو تنبیہ کرنے کے لئے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ’’ قُل اَبِاللّٰهِ و آيَاتِهٖ وَرَسُولِهٖ كُنتُمُ تَستَهزِؤُونَ‘‘ کہ کیا تم اللہ اور ان کی آیات وقوانین اور ان کے رسول ﷺ کے ساتھ ہنسی مذاق اڑا رہے ہو! سنو! اس کا بہت برا نتیجہ ظاہر ہونے والا ہے۔ پھر اس نتیجے کی طرف اپنے نبی ﷺ کے ذریعے اللہ تعالی نے مزید وضاحت کر دی کہ’’ قُلُ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرهُمُ فِی خَوضٍ يَّلعَبُونَ‘‘ یعنی اے میرے نبی ﷺ! آپ ان ہنسی اور مذاق اڑانے والوں کو بتلا دیجئے کہ مزہ اڑاتے رہو! اور مذاق کرتے رہو۔ یہ مزہ اور مذاق بس چند ہی دنوں تک کے لئے ہے۔ یہ چند ایام تمہارے سنبھلنے کے ایام ہیں۔ اس لئے ان کو چھوڑ دیجئے۔ مزہ و مذاق اڑانے دیجئے۔ اگر واقعی اس ڈھیل کے دنوں میں یہ نہیں سنبھلے اور اطاعت کے ایکسلیٹر کو عقل کی اسٹیرنگ سے جوڑ کر حدود الٰہی کے دائرے میں

داخل ہو کر متقی، پرہیز گار نہیں بنے تو پھر ایک وقت اچانک ان پر دردناک عذاب کا حملہ ہوگا۔ جس سے وہ نہیں بچ سکیں گے۔

سورۂ اعراف رآیت نمبر ۲ رمیں اسی طرف اللہ تعالی نے اشارہ کیا کہ "اَوَ مِنَ أَهلُ القُریٰ اَنْ یَّاتِیَهُم بَاْسُنَا ضُحًی وَ هُم یَلْعُوْنَ" کہ کیا بستی والے اس سے بےفکر ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر دن چڑھے اس حالت میں آ پہنچے کہ وہ کھیل کود رہے ہوں''۔

یعنی اللہ کی اطاعت سے غافل ہو کر رب موجی کو چھوڑ کر من موجی عمل کرنے والے خصوصا سیر وتفریح میں مزہ اڑانے والے اور مخلوقات کے عجائب وغرائب کو دیکھ محض تعجب کر کے بجائے سدھرنے ناچ، گانے، کھیل وتماشے میں پڑنے والے، بوٹ میں پھر پھر کر مستی لینے والے، مرضی کے فضول کھان و پان کر کے گل چھرے اڑانے والے اس بستی اور محلے کے لوگوں کی طرح ہیں جو کھیل تماشے میں مصروف رہ کر اپنی بربادی اور عذاب الہی میں دائمی تکلیف سے غافل ہیں۔ جبکہ اچانک ان کے گناہ کی زیادتی کے سبب انہی کے اعمال کا بوجھ انہی کے سر پہ جب پڑے گا تو اپنے ہی گناہ کے نیچے دب کر خاک وہلاک ہو کر رہ جائے گا۔

قرآن مجید کے ذریعے رب کائنات نے اپنے کلام کے سورۂ مائدہ میں رآیت نمبر ۵۸ ر میں بھی واضح کر دی کہ'' فَوَیلٌ یَّومَئِذٍ لِلّمُکَذِبِینَ الَّذِ ینَ هُم خوضٍ یَلْعَبُونَ'' کہ جو لوگ باتیں بناتے ہوئے کھیلتے رہے اور حق بات کو جھٹلاتے مذاق کرتے رہے اور مزہ ہی مزہ کرتے رہے۔ ایسے لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔

پس من موجی اور صرف خواہشات نفسانیہ کے خواہشمند لوگوں پر ان کے غیر شرعی اعمال کے سبب عذاب آن پڑیگی تو ان کو پھر وہ دن یاد آئے گا، جس دن کے اللہ کے پیغمبر اور صالحین لوگ، ان تک پہنچ پہنچ کر سیر وتفریح میں بھی دینی قوانین کا لحاظ کر کے خوشیاں منانے کا حکم دیا گیا تھا۔ جنہیں وہ نظرانداز کر کے ہنسی ومذاق میں اڑا دیا تھا۔ اسی طرح عذاب الہی کے اچانک آجانے کے بعد عذاب سے تنگ آ کر اپنے آپ کو، کوسے گا اور کہے گا'' یٰلَیتَنِی کُنتُ تُرَابًا'' کاش کہ میں مٹی ہی ہوتا! کہ مجھ سے حساب ہی نہ لیا جاتا اور اس طرح کی تکلیف میں نہ پڑتا!

لیکن اس دنیا میں حدود الہیہ کا خیال نہ رکھنے والے لوگ اپنی مستقبل کے عذاب سے اللہ تعالی کی طرف سے باخبر کر دینے کے باوجود بالکل بےخبر ہیں۔ جب ان من موجی اور صرف خواہشات نفسانیہ کے خواہشمند لوگوں پر ان کے غیر شرعی اعمال کے سبب عذاب آن پڑیگی تو ان کو پھر وہ دن

یاد آئے گا، جس دن کے اللہ کے پیغمبر اور صالحین لوگ، ان تک پہنچ پہنچ کر سیر و تفریح میں بھی دینی قوانین کا لحاظ کر کے خوشیاں منانے کا حکم دیا گیا تھا۔ جنہیں وہ نظر انداز کر کے ہنسی و مذاق میں اڑا دیا تھا۔ اسی طرح عذاب الٰہی کے اچانک آ جانے کے بعد عذاب سے تنگ آ کر اپنے آپ کو، کوسے گا اور کہے گا ''یٰلَیتَنِی کُنتُ تُرَابًا'' کاش کہ میں مٹی ہی ہوتا! کہ مجھ سے حساب ہی نہ لیا جاتا اور اس طرح کی تکلیف میں نہ پڑتا!

ایسی تکلیف دہ اعمال کرنے والے لوگوں کے پاس ہدایت ربانی کے آ جانے کے بعد بھی اطاعت والی زندگی نہ گذارنے کے سبب اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو تاکید کرتے ہوئے اپنے کلام کے سورہ عنکبوت/آیت نمبر ۶۴/میں واضح کر دیا ہے کہ ''وَذَرِ الَّذِینَ اتَّخَذُوا دِینَهُم لَعِبًا وَّلَهوًا وَّ غَرَّتهُمُ الحَیوٰةُ الدُّنیا وَذَکِّر بِهٖ أَن تُبسَلَ نَفسٌ بِمَا کَسَبَت'' یعنی اے نبی! ﷺ آپ ان مذاق اڑانے والوں اور صرف مزہ اڑانے والے لوگوں کو (میرا پیغام پہنچا کر) اپنے حال پر چھوڑ دیجئے! ماننا، نہ ماننا ان لوگوں کا کام ہے۔ آپ ﷺ کا کام تو بس چھٹویں پارہ کی آیت نمبر/۱۰۷/میں یہ بھی واضح کر دی کہ ''وَمَا جَعَلنَاكَ عَلَیهِم حَفِیظًا وَمَا أَنتَ عَلَیهِم بِوَکِیلٍ'' اسی طرح سترہویں پارہ/آیت نمبر/۵۴/میں فرمایا ''وَمَا اَرسَلنَاكَ عَلَیهِم وَکِیلًا'' کہ ہم نے ان پر آپ کو کوئی داروغہ اور محافظ اور شرطی نہیں مقرر کی ہیں۔

اس لئے اے نبی! ﷺ مستی کرنے والوں کو چھوڑ دیجئے۔ مستی اور مزہ اڑا لینے دیجئے۔ ناجائز طریق سے سیر و تفریح کر لینے دیجئے۔ یہ لوگ اپنے اعمال کے خود مختار ہیں۔ اپنے اچھے اور برے کے لئے خود قاضی القضاۃ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں ہیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل کود اور تماشہ بنا رکھا ہے اور صرف دنیاوی ہی زندگی کو اپنا رکھا ہے جو ان کو دھوکے میں ڈال رکھی ہیں۔ بس آپ کا کام قرانی پیغام پہنچا کر انہیں نصیحت کرتے رہنا ہے تاکہ کوئی اپنی جان کو اپنے کئے کے گڑھے میں گرفتار کر کے عذاب میں گفتار نہ ہو جائے۔ ہاں! فَإِن حَآجُّوكَ فَقُل أَسلَمتُ وَجهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُل لِّلَّذِینَ أُوتُوا الکِتَابَ وَالأُمِّیِّینَ أَأَسلَمتُم فَإِن أَسلَمُوا فَقَدِ اهتَدَوا وَّ فَإِنَّمَا عَلَیكَ البَلَاغُ وَاللّٰهُ بَصِیرٌ بِالعِبَادِ ٥ یعنی آپ ﷺ کے میری طرف سے ان لوگوں کے پاس ہدایتی پیغام پہنچا دینے پر اگر حجت و بحث کریں تو آپ کہ دیجئے کہ میں تو اپنے رب کی اطاعت کرتا ہوں۔ اور اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس کے بعد ان یہ بھی کہ دیجئے اور باخبر کر دیجئے کہ اہل کتاب میں سے اور کافرین کے گروہ میں سے جو لوگ رب کے پیغامات کو مان لیں اور ہدایت پر آ جائیں گے تو

ان کے لئے بھلائی ہے۔

اس کے برخلاف جولوگ من موجی رنگ رلیا اور مستی کریں، حجت کریں اور ہدایات ربانی کو نہ مان کر خلاف ورزی رکیں تو پھر ''''فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ'' یعنی آپ ﷺ کے اوپر ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ أَحْبَبْتَ'' بلکہ آپ اپنی مرضی سے جسے چاہیں گے ہدایت دینا تو اسے آپ ہدایت نہیں دے سکتے ہیں۔ اس لئے آپ صرف اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے بس تبلیغی کام کر گذریں۔ کیوں کہ میں نیا آپ کو ((اور آپ کے بعد آپ کے متبعین مصلحین لوگوں کو) صرف اپنے ہدایتی پیغام کو پہنچا دینے کے لئے بھیجا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر کڑی نگرانی (دنیاوی کیمرہ سے بھی بہتر طریق سے) کر ہی رہا ہے۔

اسی طرح سورۂ محمد کی آیت نمبر/۳۶ رمیں دنیاوی کی اس ناچ وگانے اور مستی والی زندگی کے بارے میں واضح کردی کہ'' وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اَلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَ أَنَّ الدَّارَ الآخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانَ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ'' یعنی دنیاوی زندگی تو ہے ہی کھیل کود اور تماشے کی، اور جی بہلانے کی، اور آخرت کی زندگی، اصل زندگی ہے۔ اگر ان بے ہودے لوگوں کو سمجھ آجاتی! مگر سمجھ اس لئے نہیں ہے کہ ان لوگوں نے عقل کی اسٹیرنگ کو اطاعت کے ایکسلیٹر سے جوڑا ہی نہیں ہے۔

ظاہر ہے کوئی گاڑی بغیر ایکسلیٹر کے کیسے چلے گی۔ ایکسلیٹر بھی ہو اور اسے دیا جائے تو اسٹیرنگ تو سیدھی راہ چلنے کے لئے جوڑ کر استعمال صحیح سے کرنا پڑے گا۔ مگر ان لوگوں نے اطاعت کے ''ایکسلیٹر''، کو ''عقل''، کی ''اسٹیرنگ'' سے الگ کر کے من موجی زندگی اختیار کی ہیں۔ جن کا نتیجہ یقیناً بداخلاقی کا اظہار ہے اور بداخلاقی بدعمل عذاب کا باعث ہے۔ جس کے سبب دائمی عذاب میں اپنے کئے وکرتب سے ضرور پائیں گے۔ کیوں کہ اللہ نے تو ان کی ہدایات کے لئے عقل کو اطاعت کے ساتھ کنٹرول کر کے استعمال کرنے اور اچھے اخلاق ظاہر کر کے جینے کے لئے کتاب اور صاحب کتاب دونوں پیش کر دیا تھا۔

پس اہل عقل وہ ہیں جو حدیث نبوی ﷺ '' اَلْكَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَ عَمِلَ مَا بَعْدَ الْمَوتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاءَ ا وتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ''۔ عقل مند وہ ہیں جو اپنے نفس کو پہچانیں اور اسے قابو میں رکھے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے تیارری کرے اور عاجز و بے وقوف وہ ہیں جو محض خواہشات نفسانیہ میں مبتلا ہو کر من موجی عمل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے راحت کی آرزو بھی رکھے۔

سیر وتفریح کرنے والے لوگوں میں آج کل تقریباً سو فیصد لوگ ایسے ہی بے وقوف لوگ ہیں

جو اللہ تعالی کی تخلیقات میں سے عجائبات وغرائبات کو دیکھتے اور نظارہ تو کرتے ہیں۔مگر ان کی ہیبت ناک اور خوفناک تخلیقی کیفیات و ہیئت سے رب کو کچھ نہیں پہچانتے ہیں۔ نا ہی ان سے کچھ عبرت حاصل کرتے ہیں۔ایسی چند روزہ بے پرواہی اور تفریحی ماحول آخر کس کام ہے کہ جس میں تکلیف مول لی جائے اور راحت کو نیچی جائے۔

پیچھے بات آچکی ہے کہ قانون و اطاعت کی راہ سے ہر نقصان دہ چیز بلکہ ''آگ'' تک انسان کے لئے مفید ہے۔بجلی کنکشن اگر بے پرواہی اور قانون ایلکٹرک سے ہٹ کر کیا جائے تو جل کر خاک ہونا تو یقینی ہے۔اس چیز کو تو بچہ بچہ جانتا ہے۔مگر کیا بلا ہے کہ انسان خود اپنے مفاد اور دائمی حسن و سکون کو غیر قانونی رویے اور کام کر کے دائمی تکلیف کو خریدتے ہیں۔ پھر اسی چند روزہ تفریح و سیاحت میں خوشی سمجھتے ہیں۔قرآن حکیم کے سورۂ قصص ر آیت نمبر ۷۶ ر میں رب کائنات نے واضح کردی ہیں کہ ''لَا تَفۡرَحۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الۡ فَرِحِیۡنَ'' کہ مت اتراؤ! یعنی اللہ کے قانون سے ہٹ کر زیادہ خوش مت ہو۔

اسی طرح سورۂ ہود ر آیت ۱۰ ر میں تنبیہاً اللہ تعالی نے فرمایا کہ ''اِنَّـهٗ لَفَـرِحٌ فَـخُورٌ'' بیشک اترانے والا۔شیخی بگھارنے والا۔ ہو جاتا ہے۔اس طرح سے غیر قانونی طور پر شیخی بگھارنے سے شیاطین عزت و آبرو نکال دیتا ہے۔عزت کی دنیا بھی لٹ جاتی ہے اور پر خطر راہ اور مزہ والے تفریح گاہ میں قیامت کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔

اس طرح کے واقعات آئے دن انسان خود معائنہ کرتا رہتا ہے۔اس لئے اس طرح کی تفریح و سیاحت کرنی چاہئے جو اصول شرعیہ کے حدود میں ہو تا کہ اللہ کا سایہ رحمت سر پہ رہے اور تمام تر مشکلات و حوادثات سے دارین میں حفاظت رہے۔اسی کو خود رب کائنات نے سورۂ یونس ر آیت نمبر ۸۵ ر میں بیان کیا کہ ''قُـل بِـفَضۡلِ اللّٰهِ وَ بِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوا'' کہ اللہ تعالی کے فضل اور اسی کی مہربانی سے تمہاری خوشی کا ماحول قائم ہے۔اس لئے ایسے ہی فضل والی خوشیوں پر لوگوں کو خوش رہنا چاہئے۔

اسی طرح اللہ تعالی نے اپنے حدود میں رہنے والے بندوں کے بارے میں سورۂ آل عمران ر آیت نمبر ۱۷۰ ر میں فرمایا کہ ''فَرِحِیۡـنَ بِـمَـا آتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ'' یعنی مومن لوگ اللہ تعالی کے فضل پر ہی خوشی کرتے ہیں۔یعنی اپنی من موجی طور پر فضل الٰہی سے محظوظ ہو کر ان کی ہدایات کے خلاف صرف مزہ نہیں اڑاتے ہیں۔ بلکہ اللہ کی طرف سے نظارات و عجائبات اور غرائب پر اور ان کو

ترتیب سے سجا، دکھا کر، قدرت الٰہی کی توحید کوتسلیم کرتے اور ان کی تسبیحات میں رطب اللسان ہوجاتے ہیں۔ایسی سیر وتفریح کے لئے خود داللہ تعالی نے عبرت حاصل کرنے کے لئے حکم دیا ہے۔

کاش کہ!اسی طرح کی سیر وتفریح کر کے مخلوقات الٰہیہ کے عجائبات وغرائبات کا نظارہ کر کے خالق کائنات کو ہم سب لوگ پہچانتے اور مانتے اور جنت کی تجارت کر کے جہنم کی آگ سے محفوظ رہتے !اور حضور ﷺ نے جو دعا مانگی ’’ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ ‘‘ کہ اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔عاجزی سے، سستی سے، بزدلی سے، کنجوسی سے،اور بڑھاپے سے‘‘۔

یہ دعا مسلم شریف میں منقول ہے۔اس دعاء میں عجز، کسل، بزدلی اور بڑھاپ سے اللہ تعالی سے نبی ﷺ نے پناہ مانگی ہیں۔مگر انسان ہے کہ اللہ تعالی سے دعاء کر کے ان دعاؤں کے ساتھ جینے اور خوشیاں منانے کے بجائے اللہ سے امید خیر بھی کرتے ہیں اور دعاء بھی نہیں مانگتے ہیں اور اللہ کے قانون کی مخالفت بھی کر تے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے کہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیکھے بغیر ڈرائیونگ کی جائے اور اس پر سونے پر سہاگہ یہ کہ بغیر اسٹیرنگ جوڑے ایکسلیٹر دبایا جائے۔

ظاہر بات ہے کہ گاڑی کھڑی کی کھڑی رہ جائے گی اور چلانے والا اپنے مسافر ومتعلقین کو لے کر منزل تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔بس گاڑی سے فائدہ اٹھانے اور اس کو رحمت کا ذریعہ بنا کر منزل پر پہنچنے کے لئے لازم ہے کہ اس کے قوانین سے جڑ کر اس کو چلایا جائے۔

کھیل کھیلنا، تفریح کرنا، مزہ اڑانا غلط بات نہیں۔ یہ قلبی اور جسمانی اعضاء کے لئے مناسب وقت میں بطور ٹانک کے ہے۔اس لئے کنز العمال میں جو ایک حدیث رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے کہ’’ مَا مِنْ شَیءٍ تَحضُرُہٗ الْمَلٰئِكَةُ مِنَ اللَّھْوِ اَلَّا ثَلَاثَةُ الرَّجُلِ مَعَ اِمْرَأَتِهٖ وَاجْرَاءُ الْخَيْلِ وَالنَّضَالِ‘‘ یعنی کوئی کھیل اور تفریحی کام ایسا نہیں ہے جس میں رحمت کے فرشتے اترتے ہوں سوائے تین کے۔اول ان میں سے مرد کا بیوی کے ساتھ کھیلنا۔دوسرا گھوڑ دور(یا اس طرح کی قوت سرعت پیدا کرنے والی زمانہ حال کی چیزوں شرعی سے کھیل)۔تیسرا تیر اندازی۔

اسی طرح ترمذی ، ابن ماجہ، مسند احمد اور صحیح ابن خزیمہ وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث منقول ہے کہ’’ كُلُّ شَیءٍ يَلْهُوا بِهٖ الرَّجُلُ بِهٖ بَاطِلٌ اَلَّا رَمْيُهٗ بِقَوسِهٖ وَتَادِيبِهٖ فَرَسَهٗ وَمُلَاهِبَتُهٗ اِمْرَأَتَهٗ فَاِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ‘‘ یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کا ہر کھیل (اور تفریحی عمل) بے کار ہے سوائے تین کے۔ پہلا یہ کہ وہ تیر اندازی کرے۔ دوسرا یہ کہ وہ گھوڑ

سدھائے اور گھوڑ سواری سیکھے اور اس سے کھیلے تیسرا یہ کہ وہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ کھیلے۔ کیوں کہ یہی تینوں کھیل (یاان جیسے دیگر شرعی اور مفید کھیل) حق میں ہیں۔ ان کے علاوہ جائز کھیل اور اس سے تفریح حاصل کرنے میں ''نشانہ بازی'' اسی طرح ''تیرا کی، سواری کی مشق، پیدل دوڑ، اجتماع گاہ کر کے اچھے اور معنی خیز شعار گوئی، سیاحی میں تاریخ نویسی اور عجائبات ربانی کا اظہار اور وغیرہ کرنا بھی ہے کہ آیت ربانی '' وَاَعِدُّو لَهُمْ مَاسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ ''حکم الٰہی کی دلیل سے کافروں کے لئے قوت تیار بھی ہوتی ہے اور جسمانی اعصاب اور رگ و ریشے کی قوت کے لئے بھی مفید ہے۔ جس سے جانی، مالی اور سماجی بلکہ ملکی فسادات تک کی حفاظت اور کل انسانیت کی سہولیات مقصود ہیں۔ بلکہ نشانہ بازی کے تعلق سے مسلم شریف میں ایک حدیث منقول ہے ''جس نے نشانہ بازی سیکھی اور پھر اسے چھوڑ دی تو وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

اسی طرح مسلم شریف کی ایک حدیث ہے کہ ''تم پر روم فتح کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں سے کافی ہو جائے گا۔ تب بھی تم میں سے کوئی اپنے تیروں سے کھیلنا نہ بھولے''۔

مطلب صاف ہے کہ دین اسلام فرحت و سیاحت اور کھیل کود کو غلط نہیں کہتا ہے۔ بلکہ حکم دیتا ہے۔ مگر دین اسلام کی ہدایات کی روشنی میں تا کہ انسانی بدن اور بدن کے تمام پارٹس و اعصاب اور رگ و ریشے میں قوت و طاقت بنے۔ دماغ صاف رہے۔ دشمنوں پر غلبہ پائے۔ اللہ کا دین بلند ہو۔ شیطان کا مذہب و چال ختم ہو۔ فساد زمین پر نہ رہے۔ ایک دوسرے میں اتحاد ہو۔ نیک اور ایک سماج کی تشکیل ہو۔ ایک دوسرے پر کوئی حملہ کرے اور ظلم کرے، ستائے تو قوت کے ساتھ اس کا دفاع کر سکے۔ اس لئے دین اسلام نے کھیل کود اور سیاحت و تفریحی عمل کو بھی قانون سے جکڑ کر فرحت حاصل کرنے کو کہا ہے۔

یہی مقصد عیدین کی نماز واجب کا بھی ہے کہ مسلمان غیروں کی طرح میل جول کا اجتماع اور میلہ نہیں لگاتے ہیں کہ جس میں شرک ہوتا ہے۔ رنگ رلیا ہوتی ہیں۔ بے جا تفاخر ہوتا ہے۔ بے پردگی ہوتی ہے۔ لڑکے اور لڑکیوں کا ناجائز اختلاط ہو کر پھنسا پھنسول کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ دو خاندانوں کی عزت کی پگڑی زمین پر گر کر اخلاق کے پھٹنے کا دھماکہ ہوتا ہے۔ ناجائز پیار و محبت میں گرفتار ہو کر خوشبو گلاب کی آب بن کر بہ جاتی ہے۔

اسی طرح شطرنج، شراب نوشی، عیاشی، غیر محرم کے ساتھ تصاویر کشی، میل جول، کھان پان اور ہنسی مسخرے، رفتہ رفتہ ناجائز تعلقات اور پھر ان سے فسادات و بدنامی کا ماحول، فرائض و واجبات

اور سنتوں کو چھوڑ کر بیہودہ تفریحی اعمال اور کامسب کے سب حرام اور اللہ کے غیض وغضب اور سماجی فساد کے باعث ہیں۔

علامہ ابن عربی مالکیؒ نے اسی لئے بیان فرمایا ہے کہ ''جن سیاحی اور کھیل وکود کی شریعت سے اجازت ہے۔ان سے مقصود فرحت قلب کے ساتھ انسانی نفع کا یقینی ہونا اور دشمن کے مقابلے میں ٹرینگ کا عمل ہے۔اسی وجہ سے خود نبیﷺ نے بھی تفریح قلب کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے ساتھ بھی دوڑ لگائی تھی۔جیسا کہ عارضۃ الاحوذی رص:۱۳۲ر پر روایت منقول ہے۔

اسی وجہ سے مفتی اعظم پاکستان حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی پاکستانیؒ نے ایک طویل فتوی اس تعلق سے لکھا ہے جس میں احادیث قرآن سے ان تمام کھیلوں،تفریحوں،سیاحتوں اور تماشوں کو ناجائز اور حرام کہاہ ے جو دینی ،دنیوی،جسمانی فوائد میں معتد بہ فائدہ مقصود نہ ہوں ۔اسی طرح وہ جائز کھیل کود بھی جن میں کوئی ناجائز اور خلاف شرع امر و ماحول کا دخل ہو جائے ناجائز ہے۔

جیسے تیر اندزی جائز ہے۔مگر اگر اس میں قمار کی صورت داخل ہو جائے تو یہ ناجائز ہے۔اسی طرح سیاحت بلاشبہ جائز ہے۔مگر غیر محرموں کے ساتھ موجودہ زمانے میں ویڈیو،آڈیو بے پردگی کے ساتھ بر سر عام خصوصا پارکوں میں تصاویر کشی اور ایک ساتھ مل جل کر ہنسی مذاق کرتے ہوئے بے پردگی کے ساتھ تماشے اور مذاق،اسی طرح کوئی ایسا جائز کھیل کہ جو کفار نے خاص کر لی ہوں اور ان میں کفار کے کفریہ طریق رائج ہوں۔سب جائز کھیل و تماشے ناجائز ہیں۔نماز،اور فرائض وغیرہ کو چھوڑ چھاڑ کر موجودہ زمانے میں کرکٹ،ہاکی،فٹ بال،والی بال،لان ٹینس،بیڈمنٹن،ٹیبل ٹینس،پتنگ بازی،تعلیمی تاش،کیرم بورڈ،وڈیو گیمز،انٹرنیٹ کا چلانا،اور اس سے کھیلنے کا دیوانہ بننا،ناجائز اور حرام فلمیں دیکھنا،رقص و سرور،بے مطلب کے ڈرامے،سبھی اسی زمرے میں داخل ہے۔

اس لئے ان کھیلوں کو ان کے حقیقی صورت حال پر سادگی کے ساتھ فرائض و واجبات کی تکمیل کے ساتھ کھیلنا جائز ہیں ورنہ ناجائز ہیں۔اسی طرح کبوتر بازی حرام ہے۔ بلکہ اس سلسلے میں تو حضرت ابو ہریرہؓ سے مسند احمد میں ایک حدیث منقول ہے کہ رسول اللہﷺ نے ایک شخص کو کبوتر کے پیچھے دوڑے جاتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ ایک شیطان دوسرے شیطان کیپ پیچھے دوڑا جارہا ہے۔اسی حدیث کے تحت مرغ بازی،بٹیر بازی بھی داخل ہے۔

پس خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس دنیا میں دوطرح کی زندگی ہیں۔ایک رب موجی دوسری من موجی۔رب موجی پیغمبرانہ اور خدائی اطاعت والی زندگی ہے۔جس طرح دنیا کی کسی بھی چیز مثلا موبائل،کمپیوٹر وغیرہ دیگر کمپنیوں کی چیزوں سے کمپنی کی طرف سے ہدایات واشارات کے عین مطابق استعمال کرنے میں کامیابی اور فلاح ہے۔

دوسری زندگی یعنی من موجی زندگی گویا انہی موبائل،کمپیوٹر وغیرہ دیگر کمپنیوں کی چیزوں سے کمپنی کی طرف سے ہدایات واشارات کے خلاف من موجی چھیڑ چھاڑ کرنے اور انگلی کر کے خراب کر کے نقصان اٹھانیکی طرح نقصان اٹھانے والی زندگی ہے۔اس زندگی سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔من کا کوئی قانون نہیں ہوتا ہے۔کیوں کہ یہ شیطانی راستہ اور مذہب وچلن ہے۔جس میں سراپا نقصان ہے۔

اسی لئے خالق کائنات نے باضابطہ چھٹویں پارہ آیت نمبر ۵۷/ پر ہے کہ ''یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الَّذِیْنَ اتَّخَذُواْ دِیْنَکُمْ هُزُواً وَلَعِباً مِّنَ الَّذِیْنَ أُوتُواْ الْکِتَابَ مِن قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ أَوْلِیَاء وَاتَّقُواْ اللّهَ إِن کُنتُم مُّؤْمِنِیْنَ ہ یعنی اے مومنو!تم سے پہلے اہل کتاب اور کافروں میں سے جن لوگوں نے دین اسلام کوکھیل کود اور مذاق بنالیا تھا۔ان لوگوں کی طرح تم مت ہو جاؤ۔اس لئے اگر واقعتاً تم مومن ہوتو واجبی طور پر تمہارے اوپر لازم ہے کہ تم اللہ سے ڈرو''۔

پس اللہ کے خوف سے رب موجی زندگی میں کمپنی اور فیکٹری کی طرف سے ہدایات کی پابندی والے قانون میں جکڑے رہنے ہی میں جس طرح بھلائی اور سکون وآزادی اور فلاح ہے۔اسی طرح رب کائنات کی طرف سے قرآنی اصول وآیات کے عین مطابق پابندی کرنے ہی میں آزادی اور سکون ہے۔اسی رب کی پابندی کے ساتھ انسان کو تمام کرنا چاہئے۔

انہی میں سے چونکہ سیر وتفریحی عمل بھی ہے۔اس لئے ''سیر وتفریح'' کو بھی رب کائنات کی طرف سے دیئے گئے ہدایات کی پابندی کرتے ہوئے آزادی حاصل کرکے پرسکون رہے۔اسی میں بھلائی ہے۔اسی کو میں نے شروع میں کہا ہے کہ ''اطاعت وفرماں برداری'' گویا کہ گاڑی کا ایکسلیٹر ہے۔اس کا اسٹیرنگ اس کی ''عقل'' ہے۔اسی طرح اس کا میٹر اس کا '' اخلاق '' ہے۔جب ''اطاعت وفرماں برداری'' والے ایکسلیٹر ''عقل'' کی '' اسٹیرنگ'' سے جوڑ کر اخلاق کریمانہ سے ہر عمل کے ساتھ سیر وتفریح بھی کریں گےتو یہ سیر وتفریح بھی ہمارے لئے عبادت ہے۔اس کی شریعت میں اجازت ہی نہیں بلکہ حکم ہے۔یہی سیر وتفریح کی حقیقت اور اس کی شرعی حیثیت ہے۔فافہم وتدبر!! ■ ۳۰/اپریل ۲۰۲۳ء بروز اتوار بعد نماز عصر ■